مقتل کی چند اہم کتابیں

سید رمیز الحسن موسوی[1]

مقدمہ

تاریخ اسلام میں مقتل نگاری ایک ایسی صنف تالیف ہے کہ جس میں کسی ایک شخص یا گروہ کی موت اور قتل ہونے کے بارے میں واقعات وحالات کو تحریر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تاریخ نگاری کو تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس کے بارے میں بہت زیادہ لکھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا تاریخی موضوع ہے کہ جس پر بہت سے موٴرخین نے توجہ دی ہے۔ مثلاً مقتل عمر بن خطاب، مقتل عثمان بن عفان، مقتل علی بن ابی طالبؑ، مقتل حجر بن عدی، مقتل حسین بن علیؑ وغیرہ اس کی واضح مثالیں ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ "مقتل حسین بن علیؑ" نے موٴرخین کی توجہ اپنی طرف مبذول کی ہے، کیونکہ امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کی میدان کربلا میں شہادت سے پوری تاریخ اسلام پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور موٴرخین نے اس دردناک واقعے کو تاریخ مسلمین کے اہم موڑ کی حیثیت سے دیکھا ہے۔

معروف کتاب شناس آقا بزرگ تہرانی نے "الذریعہ" کی جلد ۲۰ میں تقریباً ۶۰ مقتل کی کتابوں کا تعارف کرایا ہے جن میں سے آدھی سے زیادہ کا تعلق امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت سے ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھی گئی اکثر قدیم کتب مقاتل دسترس میں نہیں ہیں۔ مثلاً "مقتل ابی عبداللہ" از اصبغ بن نباتہ، "مقتل الحسینؑ" جابر بن یزید جعفی، "مقتل الحسینؑ" ہشام بن محمد بن سائب کلبی، "مقتل ابی عبداللہؑ" محمد بن عمر واقدی، "مقتل الحسینؑ" محمد بن حسن طوسی اور "مقتل ابی عبداللہؑ" از نصر بن مزاحم وغیرہ مفقود ہو چکی ہیں۔

بظاہر دوسری صدی ہجری کے آغاز ہی سے بہت سے موٴرخین نے واقعہ کربلا کے دردناک واقعات کو قلم بند کیا ہے۔ واقعہ کربلا کے متعلق مقتل نگاری کا یہ سلسلہ ابو مخنف کی کتاب "مقتل الحسینؑ" کے لکھے جانے کے بعد تک جاری رہا ہے۔ لہٰذا بعد کے بہت سے موٴرخین نے اسی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے واقعہ کربلا کی تاریخ لکھی ہے اور امام عالی مقام علیہ السلام اور آپ کے جان نثاروں کے مصائب کو ذکر کیا ہے۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور پھر قاجاری سلطنت کے بعد مقتل نویسی کے اس سلسلے میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ اس دور کے مقاتل میں تو تاریخی واقعات کو اہمیت دی گئی اور نہ ہی ادبی نکات کا خیال رکھا گیا بلکہ ان کتابوں میں فقط عوام الناس کے احساسات اور جذبات کو اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں معروف معاصر موٴرخ اور محقق جناب رسول جعفریان لکھتے ہیں:

> "افسوس کے ساتھ (قاجاری سلسلہ حکومت کے) اس دور میں تاریخی دقت نظر نہیں ملتی اور نہ ہی دقیق تاریخی مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس دور میں لکھی گئی کتب مقاتل میں بصیرت کے لحاظ سے جو چیز ملتی ہے وہ فقط اس واقعہ کو غم واندوہ اور گریہ ومصائب کی نظر سے دیکھنا ہے اور تاریخی متن پیش کرنے سے زیادہ غم وحزن پیدا کرنے والا متن پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے تاکہ "روضہ خوانی" (مجلس عزا) کے لئے مواد مہیا کیا جا سکے۔ ان میں سے اکثر کتب مجالس عزا کے لئے تالیف کی گئی ہیں جن کا اصلی مقصد گریہ ومصائب کے لئے میدان فراہم کرنا تھا۔" (1)

اس کے بعد رسول جعفریان نے دورۂ قاجار میں لکھی جانے کتب مقتل کی طولانی فہرست دی ہے۔ اس کے بعد موجودہ دور میں واقعہ کربلا کے بارے میں کچھ ایسی کتب مقتل لکھی گئی ہیں کہ جن میں تاریخی متن کو اہمیت دی گئی ہے اور غیر حقیقی واقعات سے پرہیز کیا گیا ہے اور واقعہ

1۔ مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بارہ کہو، اسلام آباد

کربلا کو خرافات و افسانہ نگاری جیسی آفت سے محفوظ رکھنے کی سعی گئی ہے۔ خصوصاً انقلاب اسلامی ایران کے بعد امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور واقعہ کربلا کو ظلم و ستم کے خلاف ایک ایسی تحریک کے طور پر پیش کئے جانے کا رجحان بڑھا ہے کہ جس میں موجودہ زمانے کی یزیدیت اور طاغوتوں کے خلاف عاشورا اور کربلا کو بطور اُسوہ اور نمونہ عمل پیش کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ امام خمینیؒ کی اسلامی و انقلابی تحریک میں کربلا و عاشورا کو اسی نقطہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اس دور میں ڈاکٹر ابراہیم آیتی مرحوم اور آیت اللہ مطہری شہید جیسے مفکرین نے واقعہ کربلا اور مصائب امام حسینؑ کو اسی نظر سے پیش کیا ہے۔ اس مختصر مقالے میں تعارف کے لئے مقتل کی چند ایسی قدیم کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں جہاں تاریخی متن کو بھی اہمیت دی گئی ہے اور کربلا کے نمونۂ عمل کردار کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔اسی طرح واقعات کربلا کو احساسات سے بالاتر ہو کر اور افسانوی رنگ سے نکال کر پوری امانت داری کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

"وقعه الطف المعروف مقتل ابی مخنف"

تالیف: ابی مخنف لوط بن یحییٰ الازدی، تحقیق: یوسفی غروری

وقعہ الطف یا مقتل ابی مخنف کا شمار مقتل نگاری کی اہم ترین کتب میں ہوتا ہے اور واقعہ کربلا کے بارے میں تحقیق و مطالعہ کرنے والوں کی سب سے پہلے نظر اسی کتاب پر پڑتی ہے۔ اس کتاب کے مؤلف لوط بن یحییٰ بن سعید بن سلیم ازدی المعروف ابی مخنف (متوفی ۱۵۷ھ) ہیں۔ جو اسلام کے مشہور مؤرخین میں سے ہیں۔ ان کی توثیق تمام علمائے رجال اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابہ نے کی ہے۔ ابو مخنف ایک شیعہ مؤرخ تھے اور ان کا شمار امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں ہوتا تھا، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ وہ کوفہ کے ایک شیعہ گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور اُن کے والد کا شمار کوفہ کے بزرگان میں ہوتا تھا۔اُن کے دادا مخنف بن سلیم پیغمبر اسلام ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور حضرت امام علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ جمل و صفین میں بھی شریک رہے ہیں۔ اُن کے والد یحییٰ بن سعید بھی امام علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔(2)

شیخ نجاشی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

" شيخ أصحاب الأخبار بالكوفة و وجههم و كان يسكن إلى ما يرويه" ترجمہ: "ابو مخنف کوفہ میں مؤرخین کے استاد ہیں اور سب کے لئے مورد اعتماد ہیں۔انہوں نے کئی کتب لکھیں جن میں سب سے مشہور "مقتل الحسین" ہے، یہ ابتدائی معتبر مقاتل میں سے ہے۔" (3)

ابی مخنف کی بہت سی تالیفات ہیں، لیکن اُن میں سے کوئی بھی کتاب اس وقت دسترس میں نہیں ہے۔اُن کتابوں میں سے ایک کتاب "مقتل الحسینؑ" کے نام سے مشہور ہے، جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور قیام کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی ابی مخنف کی دوسری کتب کی طرح ابھی دسترس میں نہیں، لیکن قدیم مؤرخین منجملہ ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) کے پاس یہ کتاب موجود تھی اور طبری نے اپنی تاریخ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور قیام کے بارے میں اکثر روایات اسی کتاب سے نقل کی ہیں۔

طبری نے "مقتل الحسین" ابی مخنف سے جو کچھ نقل کیا ہے، اسے چند سال پہلے ممتاز محقق یوسفی غروری نے استخراج کرکے مفید حواشی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں محقق یوسفی غروری نے طبری کی روایات کا شیخ مفیدؒ کی کتاب "الارشاد" میں منقول روایات سے موازنہ کیا ہے۔اس کے علاوہ اس مصحح نے اس کتاب میں شخصیات کے بارے میں مفید وضاحت کی ہے اور مشکل لغات اور واقعات کی شرح پیش کی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ مقتل ابی مخنف نہیں، بلکہ اس کا کچھ حصہ ہے کہ جسے طبری نے نقل کیا ہے۔

یہ "مقتل ابی مخنف" کہ جو طبری کے پاس تھا، شہادت و قیام امام حسین علیہ السلام کے بارے میں قدیم ترین و معتبر ترین تاریخی منابع میں شمار ہوتا ہے اور علمائے تاریخ کے نزدیک بنیادی منبع سمجھا جاتا ہے۔

ایک اور کتاب ''مقتل ابی مخنف'' کے نام سے مشہور ہے اور عام دسترس میں ہے، جس کے بہت سے ایڈیشن بمبئی، بغداد، نجف اور ایران میں شائع ہو چکے ہیں اور ناصر الدین شاہ کے دور (۱۲۸۶ھ) میں مقتل کی یہی کتاب ''بحار الانوار'' کی دسویں جلد کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس کا نہ تو مؤلف کسی کو معلوم ہے اور نہ ہی تاریخ تالیف سے کوئی آگاہ ہے۔ لیکن ایک بات مسلّم ہے کہ یہ کتاب پہلی صدی ہجری کے مشہور مؤرخ لوط بن یحییٰ المعروف ابی مخنف کی تالیف نہیں ہے کیونکہ اس کے مضامین اور تاریخ طبری میں نقل ہونے والے مقتل ابی مخنف کے مضامین میں بہت زیادہ فرق ہے۔ اس کے علاوہ اس میں جو جھوٹی روایات نقل ہوئی ہیں، اُن کی وجہ سے بھی اس کا معتبر ہونا بہت زیادہ مشکل ہے۔ مشہور محدث ''علامہ حسین نوری طبرسی'' اس جعلی مقتل ابی مخنف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ابو مخنف لوط بن یحییٰ کا شمار سیرت و تاریخ کے بزرگ اور معتمد محدثین میں ہوتا ہے اور اُن کا مقتل زمانہ قدیم سے اُن کی تمام کتابوں میں ممتاز تھا، لیکن افسوس کے ساتھ اُن کا اصلی مقتل ابھی دسترس میں نہیں ہے اور یہ موجودہ ''مقتل ابی مخنف'' کہ جس کو اُن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، بعض ایسی غلط اور اصول مذہب کے خلاف باتوں پر مشتمل ہے کہ جن کو چند عام اور جاہل افراد نے اپنی فاسد اغراض کی خاطر اس کتاب میں داخل کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ غیر معتبر اور نا قابل اعتماد بن چکا ہے اور اس کی منفردات پر کسی قسم کا وثوق نہیں ہے کیوں اس مقتل میں کمی پیشی واضح نظر آتی ہے۔۔۔ بہر حال موجودہ زمانے میں اس مقتل کے مختلف نسخے کم وزیادہ دیکھے گئے ہیں۔ (4)

مرحوم شیخ عباس قمیؒ ''نفس المهموم'' کی ابتدا میں لکھتے ہیں: ''لوط بن یحییٰ ابو مخنف متوفی ۱۷۵ ہجری، ایک معتبر موٴرخ ہے اور اس کی کتاب مقتل الحسین بھی علماء کے نزدیک معتبر اور مورد اعتماد ہے۔ لیکن یہ مقتل جو آج ہمارے ہاتھ میں ہے اور اس کی نسبت ابو مخنف سے دی جاتی ہے، یہ مورد اعتماد ابو مخنف کی نہیں اور نہ کسی اور معتبر موٴرخ کی تصنیف ہے۔'' (5)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: جو کچھ فقط اسی ابی مخنف سے منسوب مقتل میں آیا ہے اور کسی دوسری کتاب میں نہیں نقل ہوا، وہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ (6)

علامہ سید شرف الدین عاملی ابی مخنف سے منسوب اس مقتل کی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یہ مقتل کی کتاب کہ جو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں گھوم رہی ہے اور ابی مخنف کے ساتھ منسوب ہے، ایسی داستانوں پر مشتمل ہے کہ جن سے خود مخنف ہر گز آگاہ نہیں تھے اور یہ جھوٹے قصے کہانیاں ابی مخنف کے ساتھ منسوب کر دی گئی ہیں۔ (7)

ممتاز محقق صالحی نجف آبادی لکھتے ہیں کہ ''ہم نے اس مقتل، جس کو ابو مخنف سے منسوب کیا جاتا ہے، کا موازنہ تاریخ طبری سے کیا، اور ان دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق پایا۔ یہ جعلی مقتل کافی عرصہ پہلے فارسی میں ترجمے کے ساتھ چھپی ہے، جس کے شروع میں مترجم ابو مخنف لوط بن یحییٰ کے حالات کو بھی لکھا گیا ہے جس سے یہ لگتا ہے کہ واقعی یہ ابو مخنف کی مقتل ہے۔ جب یہ مقتل عام عوام کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور اہل منبر کہ جو روایات پڑھنے میں کسی قسم کا تدبّر نہیں کرتے، ان کے لئے یہ نعمت سے کم نہیں اور وہ اس میں سے مطالب لے کر عوام میں شائع کرتے ہیں اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ جعلی مقتل اردو میں بھی ترجمہ ہو چکی ہے جس کے شروع میں مترجم نے ٹائٹل پر لکھا ہے ''قدیم ترین مقتل کی کتاب۔''

قابل ذکر بات یہ کہ فاضل دربندی نے ''اسرار الشهادہ'' میں اور سپہر نے ''ناسخ التواریخ'' میں اسی جعلی مقتل پر کافی انحصار کیا ہے۔ اسی لئے ان دونوں کتب میں جعلی مصائب و مقاتل بہت زیادہ ملتے ہیں۔ البتہ ابو مخنف کی روایات میں وہی معتبر ہیں جو تاریخ طبری سمیت دیگر قدیم تواریخ میں موجود ہے، اور اس وقت جو کتاب ابی مخنف کے ساتھ منسوب ہے وہ قابل اعتماد نہیں، لیکن طبری سے منقول مقتل ابی مخنف کہ جو گزشتہ سالوں کے دوران تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، وہ قابل اعتماد ہے اور ہمارے مد نظر بھی یہ کتاب ہے۔

نفس المهموم فی مصیبۃ سیدنا الحسین المظلوم علیہ السلام

تالیف: شیخ عباس قمیؒ

عباس بن محمد رضا قمی (۱۲۹۴-۱۳۵۹ھ) المعروف شیخ عباس قمی چودھویں صدی ہجری کے شیعہ علما اور محدثین میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں، جو محدث قمی کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ اُنھوں نے بہت سے علوم وفنون میں کتابیں تالیف کی ہیں جن میں حدیث، تاریخ وسیرت اور ادعیہ میں اُن کی کتب مشہور ہیں۔ وہ ادعیہ اور زیارات کی مشہور زمانہ کتاب "مفاتیح الجنان" کے مؤلف ہیں۔ اسی طرح حدیث میں سفینۃ البحار اور سیرت وتاریخ میں منتہی الامال بھی اُن کی مشہور کتابیں ہیں۔ مقتل میں بھی اُن کی تالیف " **نفس المهموم فی مصیبۃ سیدنا الحسین المظلوم**" اپنے موضوع پر جانی پہچانی کتاب ہے جو واقعہ کربلا کے حوالے سے ایک مستند ومعتبر کتاب سمجھی جاتی ہے۔ اُن کی وفات **۱۳۵۹**ھ میں نجف اشرف میں ہوئی اور حرم امیر المؤمنین کے صحن میں دفن ہوئے ہیں۔

شیخ عباس قمیؒ " **نفس المهموم** " کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " میں عرصے سے اپنے آقا ومولا امام حسین علیہ السلام کے مقتل کے بارے میں ایک مختصر کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا تھا تاکہ جس پر مجھے اعتماد ہے اور ثقات سے جو کچھ مجھ تک پہنچا ہے اور روایات کا سلسلہ سند جن راویوں تک پہنچتا ہے، اُسے مرتب کروں۔ لیکن ہمیشہ بعض رکاوٹیں اور مصروفیات میرا یہ مقصد کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنتی تھیں۔ یہاں تک کہ میں زیارت امام رضا علیہ السلام سے مشرف ہوا اور آپؑ کے روضہ شریفہ پر جاکر میں نے دعا کی تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے اور میری یہ آرزو پوری ہو کیونکہ اس آرزو کا پورا ہونا میری تمام آرزؤں کے پورے ہونے کے برابر تھا۔ (8)

اس کتاب کا نام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث سے لیا گیا ہے کہ جس میں آپؑ نے فرمایا ہے:

" نفس المهموم لظلمنا تسبیح وهمّه لنا عبادة وکتمان سرّنا جهاد فی سبیل الله" (9)

ترجمہ: "جو شخص ہماری مظلومیت کی خاطر غمگین ہو، اُس کا نفس (سانس) لینا تسبیح ہے، ہمارے اوپر غمگین ہونا عبادت ہے اور ہمارا راز چھپانا راہ خدا میں جہاد ہے۔"

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھنا واجب ہے۔ چونکہ شیخ عباس قمی کی یہ کتاب اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مصائب کی یاد دلاتی ہے، لہٰذا اس کتاب کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

نفس المہموم کے مضامین

"نفس المہموم" پانچ ابواب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل امام حسین علیہ السلام کے فضائل ومناقب کے متعلق ہے جس میں بالترتیب امام علیہ السلام کی شجاعت، علم، فصاحت، زہد، تواضع اور عبادت کو ذکر کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں امام علیہ السلام کی عزاء میں گریہ کرنے اور اُن کے قاتلوں پر لعنت کا ثواب ذکر ہوا ہے۔

دوسرے باب میں یزید بن معاویہ کے ساتھ لوگوں کی بیعت سے لے کر امام عالی مقامؑ کی شہادت تک کے واقعات ذکر ہوئے ہیں۔ یہ باب نفس المہموم کا سب سے مفصل باب ہے جس کی **۲۰** فصلیں ہیں۔ اس باب میں واقعہ کربلا سے پہلے رشید ہجری، حجر بن عدی، عمرو بن حمق خزاعی کی شہادت کے حالات لکھے گئے ہیں۔

تیسرا باب امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے بھائیوں، بیٹوں اور اصحاب کی شہادت کے بعد کے واقعات پر مشتمل ہے، اس کی بھی چند فصلیں ہیں۔ چوتھا باب امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد جو کچھ وقوع پذیر ہوا، مثلاً آسمان کا گریہ، فرشتوں کا رونا اور جنات کا گریہ وزاری کرنا وغیرہ۔ پانچویں باب میں امام علیہ السلام کی اولاد اور زوجات اور امام کی زیارت کی فضیلت کے بارے میں روایات نقل ہوئی ہیں، اسی طرح ایک فصل میں بارگاہ

امام اور روضہ حسینی کی تخریب میں ظالم حکمرانوں کی کوششوں کا تذکرہ کیا گیا ہےاور خاتمہ کتاب میں توابین کے قیام اور مختار کے انتقام اور قاتلین امام کے قتل کے بارے میں تاریخی حالات لکھے گئے ہیں۔

نفس المہموم کے منابع اور مآخذ

نفس المہموم کی تالیف سے پہلے کربلاکے واقعات ذکر کرنے کے سلسلے میں روضہ خوان حضرات اور مجالس عزاپڑھنے والے خطباء کتاب بحار الانوار کی دسویں جلد، ابن نما حلی کی کتاب مثیر الاحزان، سید عبد اللہ شبر کی مھیج الاحزان، ابن طاووس کی لھوف، ابو مخنف کی مقتل الحسین وغیرہ سے استفادہ کرتے تھے۔ محقق علی دوانی کے بقول گویا یہ کتابیں واقعہ کربلاکے بارے میں مطالعہ کرنے والوں کی پیاس بجھانے کے لئے کافی نہیں تھیں۔ لہٰذا محدث قمی نے اس واقعہ کے بارے میں معتبر منابع سے اُن چیزوں کو جمع کیاکہ جو اُن کی اپنی نظر میں صحیح اور معتبر تھیں۔(10)

شیخ عباس قمیؒ نے اپنی اس کتاب میں جن کتابوں سے استفادہ کیا ہےاُن کے نام یہ ہیں:

○ارشاد، تالیف شیخ مفید
○الملہوف علی قتلی الطفوف، تالیف سید بن طاؤوس
○تاریخ کامل، تالیف ابن اثیر جرزی
○تاریخ طبری، تالیف محمد بن جریر طبری
○مقاتل الطالبین، تالیف ابوالفرج اصفہانی
○مروج الذہب و معادن الجوہر، تالیف علی بن حسین مسعودی
○تذکرۃ الخواص، تالیف سبط بن جوزی
○مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول، تالیف محمد بن طلحہ شافعی
○الفصول المہمہ فی معرفہ الائمہ، تالیف ابن صباغ مالکی
○کشف الغُمّہ، تالیف علی بن عیسی اربلی
○العِقد الفَرید، تالیف احمد بن محمد قرطبّی مالکی
○الاحتجاج، تالیف احمد بن علی طبرسی
○مناقب، ابن شہر آشوب
○روضۃ الواعظین، تالیف فتال نیشابوری
○مُثیر الاحزان، تالیف ابن نما حلی
○روضۃ الصفا، تالیف خاوند شاہ
○تسلیۃ المجالس، تالیف محمد بن ابی طالب موسی حسینی۔(11)

نفس المہموم کی عربی طباعت، فارسی اور اردو ترجمہ

نفس المہموم کا عربی ایڈیشن کئی بار چھپ چکا ہے۔اسے ایران میں منشورات ذوی القربی نے، ۱۳۷۹ شمسی میں اور بیروت میں دار المحجۃ البیضا نے ۱۴۱۲ھ میں شائع کیا ہے۔

اس کتاب کے فارسی اور اردو زبان میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔ فارسی میں سب سے پہلے آیت اللہ میرزا ابوالحسن شعرانیؒ نے "دمع السجوم" کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ اُنھوں نے ۱۳۹۶ھ میں "نفس المہموم" کی تصحیح کی اور اس کے ایک سال بعد اس کا فارسی میں ترجمہ کیااور کتاب کے

متن کے ساتھ نظم ونثر میں بہت سا اضافہ بھی کیا ہے اور مفید توضیحات بھی دی ہیں، لیکن ان کو اصل متن سے جدا نہیں کیا۔ اسی طرح ۱۳۳۹ شمسی میں آیت اللہ محمد باقر کمرہ ای نے بھی اس کتاب کا فارسی ترجمہ کیا ہے، جو "رموز الشھادہ" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اسی طرح اردو میں نفس المھموم کا ترجمہ مولانا صفدر حسین نجفی اعلیٰ المقامہ نے کیا ہے جو لاہور سے چھپ چکا ہے اور عام دستیاب ہے۔ اس کتاب کی فارسی تلخیص سید علی کاشفی خوانساری نے "گزیدہ نفس المھموم" کے نام سے کی ہے۔(12)

مقتل الحسین خوارزمی

ابوالموید وابو محمد موفق بن احمد

مقتل الحسین علیہ السلام المعروف مقتل خوارمی مشہور اہل سنت عالم دین الحافظ ابوالموید وابو محمد موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق ابن الموید المکی الحنفی المعروف بہ اخطب خوارزم (۴۸۴۔۵۶۸ھ) کی تالیف ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں جو ایک مجلد میں محمد السماوی کی تحقیق اور حواشی کے ساتھ چھپی ہے۔

مقتل خوارزمی کے مؤلف بحیثیت محدث، خطیب، ادیب، شاعر اور فقیہ مشہور تھے۔ اُنھوں نے اس مقتل الحسینؑ کے علاوہ مناقب الامام ابی حنیفۃ، ردّ الشمّس لأمیر المؤمنین، کتاب قضایا امیر المؤمنین، مقتل امیر المؤمنین، مقتل الامام السبط الشھید، المسانید علی البخاری، دیوان شعر و فضایل امیر المؤمنینؑ جیسی کتابیں تالیف کی ہیں۔(13)

علامہ جلال الدین سیوطی بحوالہ صفدی اُن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"خوارزمی عربی زبان سے پوری طرح آگاہ تھے، وہ عالم، فاضل فقیہ اور ادیب وشاعر تھے، وہ زمخشری کے شاگرد بھی رہے ہیں اور خوارزمی کے بہت سے خطبات اور اشعار ہیں۔" (14)

علامہ امینی اخطب خوارزم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کان فقیھا عزیزالعلم حافظ اطایل الشھرہ محدثا کثیرالطرف خطیبا طایرالصیت متمکنا فی العربیہ خبیرا علی السیرہ والتاریخ ادیبا شاعرالہ خطب و شعرمدون" (15)

ترجمہ: "وہ ایک دانشور فقیہ، مشہور حافظ، کثیر السند محدث، معروف خطیب، عربی زبان پر مسلط، سیرت وتاریخ سے آگاہ، ادیب، شاعر اور خطیب تھے اور اُن کے شعر اور خطبات مدون شدہ ہیں۔"

خوارزمی نے اپنی یہ کتاب کتب حدیث کی روش پر تالیف کی ہے اور ہر روایت کا سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے۔ اس کی بعض روایات مختصر اور چھوٹی ہیں اور بعض بہت زیادہ طولانی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کے کربلا کی طرف سفر کی روداد کا بڑا حصہ اس نے ابن اعثم کوفی سے نقل کیا ہے۔ لیکن روز عاشور کے واقعات، ابومخنف اور دوسرے رواویوں سے نقل کیئے ہیں۔ ابن اعثم سے اس نے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بہت زیادہ دقیق نہیں ہے بلکہ بہت سے کلمات کو تبدیل کر دیا ہے لیکن اس تبدیلی کی وجہ سے معنیٰ اور مفہوم تبدیل نہیں ہوا۔(16)

مقتل خوارزمی کے مضامین

بظاہر اس کتاب کا عنوان مقتل ہے، لیکن اس کا ایک حصہ مناقب اہل بیت اطہارؑ پر مشتمل ہے، دوسرا حصہ واقعات کربلا کے بارے میں اور تیسرا حصہ قیام مختار کے متعلق ہے۔ کتاب کی کل ۱۵ فصلیں ہیں کہ جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۱۔ فضائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ فضایل ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد

۳۔ فضائل فاطمہ بنت اسد والدہ گرامی امیر المومنینؑ

۴۔ فضائل امیر المؤمنین علی علیہ السلام

۵۔ فضائل الصدیقہ فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۶۔ فضائل الحسن والحسین علیہما السلام

۷۔ فضائل مخصوص امام حسینؑ

۸۔ امام عالی مقامؑ کی شہادت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین

۹۔ ولید اور مروان کے ساتھ گزرنے والے واقعات اور معاویہ کی موت اور اس کے بعد کے حالات

۱۰۔ مکہ مکرمہ میں امامؑ کا قیام اور کوفہ سے خطوط کی آمد اور مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنے اور ان کی شہادت کے حالات

۱۱۔ مکہ سے امامؑ کے خروج اور شہادت تک کے حالات

۱۲۔ قاتلین امام کا انجام

۱۳۔ امامؑ کے غم میں اشعار اور مرثیوں کا تذکرہ

۱۴۔ قبر امام علیہ السلام کی زیارت

۱۵۔ قاتلین امام سے مختار بن ابی عبید الثقفی کے انتقام کا تذکرہ (17)

کتاب کی اہمیت اور مقام

مقتل خوارزمی کی اہمیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب مقتل لہوف سے ایک سو سال پہلے لکھی گئی ہے۔ دوسری وجہ اس کتاب کا "الفتوح" جیسی قدیم کتاب سے روایات نقل کرنا ہے۔ اسی طرح اس کے مؤلف کا غیر شیعہ ہونا بھی اس کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔
کتاب کے مؤلف کے غیر شیعہ ہونے کے باوجود یہ کتاب شیعوں کے علمی حلقوں میں ایک خاص مقام رکھتی ہے اور امامیہ مؤلفین قدیم زمانے سے اس کی روایات کو اپنی کتب میں نقل کرتے آئے ہیں۔(18)

مقتل خوارزمی کی اشاعت

ابھی تک کتاب مقتل خوارزمی، شیخ محمد سماوی کے مقدمہ و تحقیق کے ساتھ تین بار شائع ہو چکی ہے۔ پہلا ایڈیشن نجف سے ۱۳۶۷ھ میں الزاہراء پریس کی طرف سے اور دوسرا ایڈیشن مکتبۃ المفید سے ۱۳۹۹ھ میں اور آخری ایڈیشن ۱۴۱۸ھ میں دار انوار الہدی سے شائع ہوا ہے۔

مقتل خوارزمی کا فارسی ترجمہ

مقتل خوارزمی کے واقعات کربلا سے متعلق حصے کا فارسی زبان میں ترجمہ مصطفی صادقی نے "شرح غم حسینؑ" کے نام سے کیا ہے۔ پوری کتاب تقریباً ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن واقعات کربلا سے متعلق حصے کے ۱۵۰ صفحات ہیں۔(19)
محققین کے مطابق یہ بات قابل ذکر ہے کہ "مقتل الحسین خوارزمی" کے معتبر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں درج تمام مطالب قابل قبول ہیں۔ لہٰذا اہل منبر حضرات کو چاہیے کہ وہ اس کے مضامین اور مطالب کے بارے میں غور کریں اور دوسری مستند کتابوں سے منطبق مفید اور صحیح مطالب کو اخذ کریں اور غیر صحیح باتوں کو چھوڑ دیں۔

اللھوف علی قتلی الطفوف

تالیف سید ابن طاؤس (متوفی ۶۶۴ھ)

"اللھوف علی قتلی الطفوف" واقعہ کربلا اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں مشہور کتاب ہے جس کے مؤلف مکتب اہل بیتؑ کے ایک جلیل القدر عالم، متکلم اور معلم اخلاق تھے۔ جن کا نام سید رضی الدین، علی بن موسی بن جعفر بن طاؤس، اُن کا سلسلہ نسب والد کی طرف

سے امام حسن مجتبی علیہ السلام اور والدہ کی طرف سے امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ سید ابن طاؤوس ۱۵ محرم ۵۸۹ھ کو عراق کے شہر حِلّہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم اپنے والد اور جدّ ورام بن ابی فراس سے حاصل کی۔ انھوں نے اپنے زمانے کے علماء اور اکابرین و بزرگوں سے استفادہ کرتے ہوئے بہت جلد علم و ادب اور معنویت میں اہم مقام پیدا کر لیا اور بہت سے شاگردوں کی تربیت کی۔ سید ابن طاؤس نے اپنے بعد ۵۰ تالیفات بطور یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے زیادہ تر کا تعلق دعا اور زیارت سے ہے۔ اُنھوں نے ۶۶۴ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں بغداد میں وفات پائی اور نجف اشرف میں حرم امام علیؑ میں دفن ہوئے۔

کتاب لہوف کی اہمیت

اللھوف علی قتلی الطفوف کا معنیٰ ہے آہ و نالا بر مقتولین کربلا۔ یہ کتاب شہدائے کربلا کے بارے میں ایک معروف اور مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ مقتل کی کتابوں میں اس کتاب کا نام سر فہرست ہے۔ آیت اللہ سید محمد علی قاضی تبریزی شہید اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں: ''سید ابن طاوئوس کی کتاب لہوف کے منقولات بہت زیادہ قابل اعتماد ہیں اور مقاتل کی کتابوں میں اس جتنی معتبر اور قابل اعتماد کتاب نہیں ملتی۔ اس کتاب پر اطمینان اور وثوق نے اسے مقاتل کی معتبر کتابوں میں پہلے درجے پر لا کھڑا کیا ہے۔'' (20)

رہبر معظم آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے اس کتاب کی اہمیت یوں بیان کی ہے:

'' یہ مقتل بہت ہی معتبر ہے، ابن طاؤوس کہ جن کا نام علی بن طاؤوس ہے جو ایک فقیہ، عارف، بزرگ، صدوق، موثق اور تمام فقہاء کے لئے قابل احترام شخصیت ہیں۔ وہ خود ایک ادیب، شاعر اور برجستہ شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے ایک معتبر اور مختصر مقتل لکھا ہے۔ البتہ ان سے پہلے بھی بہت سے مقتل موجود تھے؛ اُن کے اُستاد ''ابن نما'' کا بھی مقتل ہے، شیخ طوسی نے بھی مقتل لکھا ہے دوسروں کے بھی مقتل ہیں، ان سے پہلے بہت سے مقتل لکھے گئے ہیں لیکن جب مقتل ''لہوف'' آیا تو تقریباً تمام مقتل اس کے تحت الشعاع قرار پائے۔ یہ بہت ہی اچھا مقتل ہے چونکہ اس کی عبارات بہت اچھی طرح دقیق انداز میں اور اختصار کے ساتھ انتخاب ہوئی ہیں۔'' (21)

ممتاز محقق استاد علی دوانی مرحوم لکھتے ہیں:

'' لہوف، یا ملہوف فی قتلی الطفوف ایک مختصر سی کتاب ہے جس کے مؤلف سید رضی الدین علی بن طاؤس حلی ہیں۔ گویا انھوں نے یہ کتاب ایام شباب میں لکھی ہے؛ اس کے باوجود یہ بہت اہم مآخذ اور معتبر مقاتل میں سے ایک ہے۔'' (22)

کتاب لہوف کے مختلف نام

اس کتاب کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے کہ جن میں سے سبھی نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے خود مئولف کی طرف سے انتخاب شدہ ہیں، چونکہ سید ابن طاؤوس نے اپنی کتابوں کو مختلف ناموں سے ذکر کیا ہے یا ایک نام کو تبدیل کرکے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے خطی نسخوں سے پتا چلتا ہے۔ کتاب کے قلمی نسخوں کے حوالے سے اس کے درج ذیل نام ذکر ہوئے ہیں:

۱۔ اللھوف علی قتلی الطفوف
۲۔ الملھوف علی قتلی الطفوف
۳۔ الملھوف علی قتل الطفوف
۴۔ اللھوف فی قتل الطفوف
۵۔ الملھوف علی اھل الطفوف
۶۔ المسالک فی قتل الحسینؑ۔

جیسا کہ ابن طاؤس نے مقدمہ کتاب میں کہا ہے کہ میں نے اسے تین مسلک پر مرتب کیا ہے۔ البتہ شیخ آقا بزرگ تہرانی، الذریعہ ج ۲۲ ،ص ۲۲۳ پر " اللھوف علی قتلی الطفوف" کو ہی سب سے مشہور نام جانتے ہیں۔

مؤلف نے واقعہ عاشورا کے مختصر بیان کی نیت سے احادیث کو اس ترتیب سے قرار دیا ہے کہ ایک منظّم روداد کو تشکیل دے اور مکرر روایات نیز متفرقہ روایات سے اجتناب کیا ہے تاکہ قاری ایک تاریخی روداد اور واقعے سے آگہی حاصل کرے نہ کہ نقل روایات سے۔ اس کتاب کے بارے میں خود سید ابن طاؤس مقدمے میں لکھتے ہیں:

"جس چیز نے مجھے اس کتاب کو لکھنے پر سب سے زیادہ اُبھارا وہ یہ ہے کہ جب میں نے "کتاب مصباح الزائر وجناح المسافر" تالیف کی تو وہ زیارت کے بہترین مقامات اور زیارت کے وقت منتخب ترین اعمال پر مشتمل تھی اور میں نے دیکھا کہ جو بھی یہ کتاب اپنے ہمراہ رکھے گا اُسے زیارت اور اعمال کی دوسری چھوٹی بڑی کتب کو اپنے ساتھ اُٹھانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اس لئے میں نے چاہا کہ جو شخص بھی وہ کتاب اپنے ہمراہ رکھتا ہے؛ اس کے ساتھ ہی وہ عزاداری سید الشہداء کے لئے ایک مختصر مقتل بھی بھی اپنے ساتھ رکھے اور (اس موضوع کی) دوسری کتابوں سے بے نیاز ہو جائے۔ اس لئے میں نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ چونکہ زائرین کے پاس فرصت کم ہوتی ہے؛ میں نے اس میں مطالب کو طولانی کرنے کے بجائے مختصر لکھا ہے۔ یہ کتاب قاری پر غم واندوہ کے ابواب کھولنے کے لئے کافی ہے اور مومنین کو سعادت کی طرف لے جاتی ہے۔ کیونکہ ان الفاظ کے قالب میں میں نے بہت سے قیمتی حقائق سمو دیئے ہیں اور اس کا نام "اللھوف علی قتلی الطفوف" رکھا ہے اور اسے تین مسالک (ابواب) میں تدوین کیا ہے:

پہلا باب: جنگ سے پہلے کے حالات پر مشتمل ہے؛ جس میں ولادت امام حسین علیہ السلام سے لے کر روز عاشورا تک کے واقعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یعنی؛ مدینہ سے امام عالی مقام علیہ السلام کی روانگی، اہل کوفہ کے مکتوبات، مسلم بن عقیلؑ کی کوفہ روانگی، کوفہ کے حالات وواقعات کی تفصیل اور مسلم وہانی کی شہادت وغیرہ کے حالات ذکر ہیں۔ اس کے بعد مکہ سے امام حسین علیہ السلام کا عراق کی طرف روانہ ہونے اور سرزمین کربلا میں داخل ہونے اور اہل بیت اطہارؑ کو ساتھ لے جانے کی وجہ بیان کی گئی ہے۔

دوسرا باب: جنگ اور شہادت کے حالات پر مشتمل ہے؛ جس میں امام حسین علیہ السلام کے کوفیوں کے سامنے احتجاجات اور اتمام حجت کو بیان کیا گیا ہے، شب عاشور کے واقعات ذکر ہوئے ہیں اور حر بن یزید ریاحی کا امامؑ کے ساتھ ملنا اور اصحاب امام کی شہادت جوانان بنی ہاشم کی قربانیوں اور آخر کار امام حسین علیہ السلام کی لشکر اشقیاء کے خلاف شجاعانہ جنگ کے واقعات بیان ہوئے ہیں اور آخر میں خیام اہل بیت کی لوٹ مار اور جسد مبارک امام حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اسی کے ساتھ قاتلین امامؑ کے انجام کے بارے میں کچھ مطالب بیان کیے ہیں۔

تیسرا باب: شہادت کے بعد کے واقعات پر مشتمل ہے جس میں اسیروں کا کوفہ میں داخل ہونا؛ کوفہ میں حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا، دوسری بیبیوں اور حضرت سجادؑ کے خطبات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اہل بیت کے دربار ابن زیاد میں وارد ہونے اور عبد اللہ بن عفیف کی رشادت وشہادت کی تفصیل بیان کی ہے۔ پھر کوفہ سے شام کی طرف قافلہ اہل بیت کی روانگی بیان ہوئی ہے اور شام میں اہل بیت پر جو گذری ہے اس کی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔ (23)

کتاب کی زبان درد انگیز، سوز ناک اور ادبی خصوصیات لئے ہوئے ہے اور کہیں کہیں سید ابن طاؤس نے اشعار سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے کیونکہ مولف خود شعری ذوق سے سرشار ہیں اس لئے اشعار کا انتخاب بہت ہی عمدہ انداز میں کیا ہے اور ان واقعات میں جہاں جہاں اشعار آئے ہیں اُن کو فرو گذاشت نہیں کیا۔ اس لئے یہ کتاب ذکر حسینؑ کرنے والوں کے لئے بہترین اور مستند ترین منبع ہے۔ مومنین کے لئے ایام محرم میں اس کتاب کا مطالعہ واقعات کربلا کو درست انداز میں سمجھنے کا بہترین وسیلہ ہے۔

لہوف کے تراجم

اس کتاب کی مقبولیت کی وجہ سے اس کے بہت سی زبانوں میں ترجمے ہوئے ہیں، فارسی میں اس کے بہت سے ترجمے موجود ہیں، اُردو میں بھی اس کے ترجمے کیئے گئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ فیض الدموع: بقلم آقا محمد ابراہیم نواب تہرانی المعروف بہ بدائع نگار۔

۲۔ لجه الألم فی حجه الأمم: مترجم میرزا رضا قلی شقاقی تبریزی۔

۳۔ اللھوف: مترجم محمد طاہر بن محمد باقر موسوی دزفولی۔

۴۔ دمع ذروف: ترجمہ بقلم سید محمد حسین ہندی (متوفی ۱۳۵۵ھ) بزبان اردو۔

۵۔ زندگانی ابا عبداللہ: مترجم سید محمد صحفی۔

۶۔ اللھوف: مترجم: احمد بن سلامہ نجفی۔

۷۔ آہ سوزان بر مزار شہیدان: ، مترجم سید احمد فہری۔

۸۔ وجیزۃ المصائب: ، مترجم: ضیاء الدین مہدی بن داؤد المتخلص بہ ذوقی۔

۹۔ ترجمہ لہوف بقلم سید ابوالحسن میر ابوطالبی۔

*****

حوالہ جات

---

1 ۔ جعفریان، رسول، منابع تاریخ اسلام، ص272۔273،انصاریان، قم1376ش۔

2 ۔ امین، سید حسن، مستدرک اعیان الشیعہ، ج6، ص253، دار التعارف، بیروت، 1408ھ

3 ۔ رجال نجاشی، ص320،انتشارات جامعہ مدرسین، قم، 1407ق

4 ۔ نوری طبرسی، حسین،لولوٴ مرجان، ص156،150

5 ۔ قمی، شیخ عباس، نفس المہموم ص5

6 ۔ قمی، شیخ عباس، الکنی والالقاب ج1، ص152

7 ۔ صدر، سید حسن، مولفوا الشیعہ فی صدر الاسلام ص 42

8 ۔ خلاصہ از مقدمہ نفس المہموم، ص5

9 ۔ شیخ مفید، الأمالی، ص338

10 ۔ دوانی، مفاخر اسلام، ج11، ص 624،انتشارات مرکز اسناد انقلاب اسلامی، 1377

11 ۔ مقدمہ نفس المہموم، ص6-9

12 ۔ سید علی کاشفی خوانساری، گزیدہ نفس المہموم عباس قمی، نشر حوا، 1388

13 ۔ طباطبائی، عبدالعزیز، اہل البیت فی المکتبۃ العربیۃ، ص541و542

14 ۔ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ج2، ص 401

15 ۔ امینی، عبدالحسین، الغدیر ج4، ص398، دار الکتب الاسلامیہ، تہران 1371 شمسی

16 ۔ مصطفیٰ صادقی، شرح غم حسین، ص10

17 ۔ مقتل الحسین خوارزمی، ص 5

18 ۔ بحوالہ محسن رنجبر، مقالہ معرفی و بررسی ''مقتل الحسین خوارزمی'' تاریخ اسلام در آیینہ پژوہش، زمستان 1383 - شمارہ 4

19 ۔ مصطفیٰ صادقی، شرح غم حسین، ص10

20 ۔ قاضی، تبریزی، محمد علی، تحقیقی پیرامون اربعین، ص8

21 ۔ خطبات نماز جمعہ، روزنامہ قدس، مورخہ 1377/2/19ش، ص6

22 ـ مقاله نقد و بررسی مقاتل موجود، علی دوانی
23 ـ مقدمه اللهوف علی قتلی الطفوف